جلد ۲ | مورخہ ۱۸ فروری سنہ ۱۵ء مطابق ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۳ ہجری | نمبر ۱۰۶

مدینۃ المسیح

حضرت فضل عمر ایدہ اللہ تعالےٰ ریزش و کھانسی کے باوجود اپنے دینی مہمات کے سرانجام دینے میں بدستور مصروف ہیں۔

۲۔ ۱۲ فروری ۱۵ء ایت وار بعد از ظہر مولانا محمد سرور شاہ صاحب ان لیکچروں کے سلسلہ میں جو مبلغین کی اعلیٰ جماعت کے سامنے دیئے جاتے ہیں۔ فضیلت قرآن مجید پر لیکچر دیں گے۔

۳۔ آج ۱۶ فروری خلاف معمول سابقہ لاہور سے بہت سے پیکٹ متعدد اصحاب کے نام قادیان میں پہنچے ہیں۔ معلوم ہوا کہ بجواب القول الفصل حضرت مسیح موعود کو جزوی نبی ثابت کرنے کی ناکام کوشش کیگئی ہے۔ غیر اغلب نہیں۔ کہ آج ہی شام تک یہ کذب و انانیت کا بُت سیدنا محمود کے ہاتھ سے پاش پاش ہوجائیگا ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔

اخبار احمدیہ

۱۔ مولوی محمد صدرالدین صاحب ساکن مونگ کا مباحثہ موضع کوٹلی افغاناں میں مولوی فضل الٰہی دیوبندی سے ہوا۔ مولوی صدرالدین صاحب نے کسوف خسوف اور طاعون گواہ مدعی مہدویت کی صداقت پر پیش کئے۔ اور مہدی کا نام محمد بن عبداللہ ہونے کا جواب دیا۔ کہ پہلے رسول اللہ صلعم کا نام احمد ثابت کرو۔ اگر یہ آسمانی نام تھا۔ تو مرزا صاحب کا بھی وہ آسمانی نام تھا پھر وفات مسیح کو قرآن مجید سے ثابت کیا۔ اور مخالف مولوی کے پیش کردہ اجماع کو شہادتوں سے رد کیا جس پر دیوبندی لاجواب رہ گیا۔

۲۔ مولوی الٰہ بخش صاحب امام مسجد زیرہ نے بھی درس قرآن شریف شروع کر دیا ہے

۳۔ ایک شخص نے دریافت کیا۔ کہ زکوٰۃ کا روپیہ منارۃ المسیح میں دیا جاسکتا ہے۔ حضور نے لکھوایا۔ کہ یہ مصرف زکوٰۃ نہیں۔

۴۔ برادر سید نذیر حسین صاحب ممبر انجمن انصار اللہ تیرہ[13] اشخاص کی بیعت بھجواتے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

۵۔ ایک شخص نے لکھا۔ کہ مجھے معلوم ہوا ہے استخارہ سے آدمی جو چاہتا ہے۔ آئندہ کی بابت معلوم ہوجاتا ہے واضح ہو کہ وہ استخارہ نہیں۔ استخبار ہے۔ جو منع ہے۔ استخارہ تو ایک دعا ہے۔ کہ جو کچھ باعتبار انجام بہتر ہے اللہ اس کے اسباب میسر کردے

۶۔ عبدالسبحان خان تحصیلدار سنور کی بیوی فوت ہوگئی۔ احباب جنازہ غائب پڑھ دیں

۷۔ برادر غلام رسول صاحب شوپیاں اپنے پیارے سلسلہ احمدیہ کے عاشق بیٹے کا جنازہ غائب پڑھنے کی درخواست کرتے ہیں۔ ۸۔ برادر عبدالرحمٰن صاحب احمدی نونار جھنڈا سنگھ اپنے عزیز بچہ احمدالدین کے حق میں دعاء صحت کاملہ کے ملتجی ہیں۔ ۹۔ میاں محمد الٰہ داد خاں مدرس اپنے بچے کریم داد خاں کیلئے جو بعارضہ پلیگ بیمار ہوگیا ہے۔ دعا صحت کے ملتجی ہیں۔

(زیر اہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پبلشر و پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان چھپکر شائع ہوا)

جنگ یورپ

روسی حکومت کی طرف سے ۱۵ کروڑ روپیہ کے نوٹ میعادی ایک سال ۹۵ فیصدی کے نرخ پر ۱۱ فروری سے لنڈن میں بغرض فروخت پیش کئے گئے ہیں۔

روسی پارلیمنٹ کا اجلاس دسمبر تک ملتوی ہو گیا ہے۔

میکسیکو کے پریذیڈنٹ نے ہسپانیہ کے سفیر کو ملک چھوڑ جانے کا حکم دیا ہے۔ کیونکہ اس نے ایک ہسپانوی رعایا کو پناہ دی تھی۔

مصر پر فوجکشی متروک ۔ لنڈن ۱۲ فروری ڈیلی میل کو کوپن ہیگن سے تار آیا ہے۔ برلن کے مراسلے مظہر ہیں۔ کہ مصر پر ترکی فوجکشی ملتوی ہو گئی ہے۔ فلسطین میں جو ترکی فوج جمع ہے۔ وہ بغداد ارض روم اور قسطنطنیہ کو منتقل کر دی جائیگی۔

ترکی و یونان ۔ لنڈن ۱۳۔ فروری۔ ترکی خفیہ پولیس کے ایک آدمی نے قسطنطنیہ کے حصہ پیرا میں یونان کے ایک بحری اتاشی کی توہین کی۔ یونانی حکومت نے شدید مراسلہ بھیجکر علانیہ معافی اور پولیسمین کی برطرفی اور اس پر مقدمہ بنائے جانیکا مطالبہ کیا۔ بابعالی نے یہ سب باتیں مان لی ہیں۔

طرابلس میں معرکہ ۔ لنڈن ۱۲ فروری۔ طرابلس کے مقام منگم کے قریب ایک ہزار عربوں نے جو راکفلوں سے مسلح تھے۔ منگل (۹۔ فروری) کی صبح کو اطالوی جرنیل گوتزی کے دستے کے اونٹوں پر حملہ کیا۔ شام تک لڑائی ہوتی رہی۔ عرب بہ نقصان کثیر پسپا کئے گئے۔ اطالوی فوج میں تین افسر ہلاک ہوئے۔ اور ۸۰ دیسی و حبشی سپاہی قتل و مجروح ہوئے۔

جنوبی افریقہ کا محاربہ ۔ لنڈن ۱۳۔ فروری دو برطانوی رسالے جرمن جنوب مغربی افریقہ کے مقامات پدمونا اور بوگن فلس تک جو پورڈ ڈسٹرکٹ سے ۵۰ و ۷۰ میل کے فاصلہ پر ہیں بڑھے چلے گئے۔ اور گوداموں کو ضبط کرکے دونوں مقامات کو جلا دیا۔

اطالوی ۔ محب وطن جنرل گاری بالڈی جو والنٹیر لیکر فرانس کی طرف سے جرمنوں کے ساتھ لڑ رہا ہے۔ لنڈن آیا ہے۔ وہ اپنے لشکر کے لئے تیس ہزار آدمی جمع کر رہا ہے۔ اور اپنی فوج کی آراستگی کیلئے اہل برطانیہ سے ۳۶ لاکھ روپیہ کی مدد ملنے کا خواستگار ہے (۱۲ فروری)

جرمن فراری ۔ ۱۲۔ فروری۔ انٹورپ میں دو سو جرمن سپاہیوں کے اچانک فرار سے افراتفری پھیل گئی ہے۔ فوجی حکام گھروں کی تلاش لے رہے ہیں۔ اور اہل شہر کو فرار میں اعانت کرنے کے جرم میں گرفتار کر رہے ہیں۔

چین و جاپان ۔ لنڈن ۱۳۔ فروری۔ بقول ٹائمز جاپان نے چین سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ وہ اپنے ساحل کا کوئی حصہ اور کوئی جزیرہ کسی اجنبی طاقت کو ہمیشہ کیلئے یا ٹھیکہ پر نہ دینے کا اقرار کرے۔ اور جاپان کو مشرقی منگولیا۔ جنوبی انچوریا۔ وادی ینگسی شانتنگ اور فوکین میں خاص الخاص ممتاز حقوق دے۔

بھٹوں کا معرکہ ۔ شنبہ کی سہ پہر کو گولہ باری شروع ہوئی۔ ہماری وزنی عیارہ توپوں نے سخت بربادی ڈھائی۔ ان کے گولوں کی آواز بیس میل تک سنائی دیتی تھی۔ ایک مکان سالم کا سالم لیڈائٹ گولوں سے اڑ گیا۔ اور گرد و غبار کا اتنا موٹا پردہ جرمنوں کے گرد چھا گیا۔ کہ وہ برطانوی حملہ آوروں کو اسوقت دیکھ سکے۔ جبکہ وہ سر پر پہنچ گئے۔

مغربی محاربہ ۔ پیرس ۱۴ فروری۔ جرمنی لاباسل میں ایک سرنگ اڑا کر گڑھے پر قابض ہو گئے۔ پروتی کے شمال مغرب میں ہم نے بھی یہی کیا۔ اور یوپری انجینروں کے سر پر اچانک پہنچ گئے۔ فریخ وزنی توپوں نے نوئون کے ریلوے سٹیشن پر گولے پھینکے۔ سوین میں ایک جنگل فتح کرنے والی فریخ پلٹن دشمن کے جوابی حملہ کی تاب نہ لا سکی۔ کیونکہ برفانی طوفان کی وجہ سے فریخ توپخانہ اپنی پلٹن کو سہارا نہ دے سکا۔ پریذیڈنٹ پونکاری معہ موسیو ملرنڈ وزیر جنگ میدان مصاف کو گیا۔ اور السیس کی سرحد عبور کرکے میں دیہات میں سے گذرا۔ لوگوں نے گھروں کو جھنڈیوں سے آراستہ کیا۔

مشرقی محاربہ ۔ پیٹروگراڈ ۱۴۔ فروری۔ لیک (مشرقی پرشیا) کے علاقہ میں دشمن کے حملے بہ نقصانات کثیر پسپا کئے گئے۔ کارپی تھین میں روسیوں نے زندنک کے علاقہ میں اور درہ پیکو و دریا سان کے مابین قلعبند پہاڑیاں فتح کرکے ایک ہزار دشمن پکڑ لئے۔ وسٹولا کے بائیں کنارے پر ہمارے توپخانے دشمن کے دستوں پر بہ کامیابی گولہ باری کی۔ درہ ازدک و چوبکا کے مابین محاذ پر ہم نے جرمنوں کو جو خندقوں سے پچاس قدم کے فاصلہ پر تھے۔ قدرے پیچھے ہٹا دیا۔ ویشکو میں دشمن کے شدید حملے پسپا کئے گئے۔ جرمنوں کی تمام کوششیں اب مشرقی پرشیا کے پہلوؤں پر منحصر ہیں۔ جرمنی اور اس کے رفقاء کے ۲۷ ½ لاکھ آدمی بیکار ہو چکے ہیں۔ ان میں زیادہ تر قتل ہوئے۔ کیونکہ حملے ٹھوس صفوں میں کئے جاتے رہے۔

مزید بحری دھمکی ۔ جرمن سفیر مقیم ہالینڈ نے آج پھر اعلان شائع کرکے بے تعلق ممالک کے جہازات کو متنبہ کیا ہے۔ چونکہ انگلستان کا بیان ہے کہ اس کے جہاز بے تعلق ممالک کے جھنڈے بلند کرنے کے مجاز ہیں۔ اور مزید براں معتبر خبر ملی ہے۔ کہ برطانوی تجارتی جہاز جرمن غوطہ خور کشتیوں کو تلف کرنے یا انہیں ٹکر مارنے کے لئے مسلح کئے جا چکے ہیں لہذا یہ جہاز اب جنگی بن گئے ہیں۔ اور جرمنی انگریزی و آئرش ساحلوں کو جانے والے تمام بے تعلق ممالک کے جہازوں کو متنبہ کئے دیتی ہے۔ کہ ۱۸ فروری سے بعد جرمنی تمام وسائل سے جنگ میں کام لے گی۔ اور بے تعلق جہازات کو ویسا ہی جوکھم اٹھانا پڑیگا۔ کہ وہ گویا جرمنی و انگلستان کی بحری لڑائیوں کے بیچ میں سے گذر رہے ہیں۔

برلن میں یہ ظاہر کیا گیا۔ مخالف ہوائی بیڑہ نے ساحل پر پہر گولہ باری کرکے جان و مال کا شدید نقصان پہنچایا۔ مغربی محاذ پر ہمیں ایسے گولے ملے ہیں۔ جو بالبداہت امریکن ساخت کے ہیں۔ (۱۳ فروری)

مشرقی محاذ یکم فروری سے کثیر التعداد فوج مشرق کو جا رہی ہے۔ جنرل ایشیرن اس وقت مشرقی پرشیا کی جرمن افواج کا سپہ سالار ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان۔ دارالامان۔ مورخہ ۱۸۔ فروری ۱۹۱۵ء

قحط پڑ رہا ہے
گورنمنٹ عالیہ توجہ کرے

۔یوروپین اقوام کی عالمگیر اور بےنظیر خونی جنگ کا اثر کم و بیش دنیا کے ہر ایک کونے تک پہنچا ہے۔ اور نہ صرف متخاصمین اور ان کے تعلقدار جنگ کے شدائد کو محسوس کر رہے ہیں۔ بلکہ غیر جانبدار ممالک بھی عفریت حرب کی خوفناک حرکات سے خائف و متاثر ہیں۔ ہر ملک کے اندر اشیائے خوردنی کی قیمت میں اضافہ ہو گیا ہے۔ اور خصوصاً گیہوں کا نرخ تو اسقدر چڑھ گیا ہے کہ جس کے سننے سے غرباء کا دم خطا ہوتا ہے۔ چنانچہ ذیل کے اعداد جو ۸۔ فروری کو کلکتہ سے شائع کئے گئے ہیں۔ اپنی تشریح آپ ہیں۔ اور مظہر ہیں۔ کہ

ہندوستان میں ۱۵۔ دسمبر تک۔ گیہوں کی قیمت میں اکیس فیصدی اضافہ ہوا۔ ۳۱۔ دسمبر کو چھبیس فیصدی ہو گیا۔ اور ۱۵۔ جنوری کو ۳۲ فیصدی قیمت چڑھ گئی۔

دسمبر کے شروع میں کراچی میں کلکتہ سے گیہوں زیادہ مہنگا تھا۔ حتی کہ کراچی میں ۳۱ فیصدی گراں تھا۔ اور کلکتہ میں ۲۵ فیصدی

دانمار اور بوڈاپسٹ میں چار دسمبر کو ۵۶ اور ۵۱ فیصدی بھاؤ چڑھ گیا تھا۔ مگر فرانس میں یہ بات نہیں ہے۔ ہاں صرف آٹھ فیصدی کا اضافہ ہے۔

جرمنی کی کیفیت یہ ہے۔ کہ ۲۸۔ اکتوبر کو گیہوں کی قیمت ۲۹ فیصدی زیادہ تھی۔ اس کے بعد کا حال معلوم نہیں۔ اسوقت ۱۳ پونڈ فی ٹن سرکاری نرخ تھا۔ گویا نو روپیہ بارہ آنہ فی من یعنی روپیہ کا چار سیر۔ حکم تو یہ تھا۔ کہ یہی قیمت برابر رکھی جائے۔ مگر جب آمدنی بند ہو گئی۔ تو قیمت چڑھنی شروع ہو گئی اور ہر پندرہ روز کے بعد ایک روپیہ دو آنہ فی ٹن پر بڑھنا شروع ہو گیا۔

انگلستان میں روٹی کی قیمت ۳۰۔ اکتوبر کو ۳۰ فیصدی تھی مگر ۱۱۔ دسمبر کو ۳۸ فیصدی ہو گئی۔ یعنی ہندوستان سے زیادہ اور جرمنی اور آسٹریا سے کم۔ نئی دنیا یعنی امریکہ میں ۱۱۔ دسمبر کو ۳۲ فیصدی اور کینیڈا میں ۲۵ فیصدی گیہوں کا بھاؤ تیز تھا۔ اٹلی میں ۲۔ دسمبر کو ۲۷ فیصدی تیز تھا۔

اس رپورٹ کی اشاعت کے تین دن بعد یعنی ۱۱۔ فروری کو مسٹر ایسکوئتھ وزیر اعظم برطانیہ نے دار العوام میں مسئلہ گرانی پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ "فروری ۱۹۱۴ء کی نسبت اس وقت گیہوں کی قیمت میں ۷۲ فیصدی اضافہ ہے۔ اور آٹے کی قیمت ۷۵ فیصدی۔ گوشت کی ۶ فیصدی اور شکر کی ۷ فیصدی بڑھ گئی ہے"۔ غرض گرانی کا اثر عالمگیر ہے۔ اور دنیا کا کوئی ملک بھی اس کے اثر سے محفوظ نہیں۔ لیکن اگر جرمن چانسلر کے دل میں اپنے ملک اور اہل ملک کی تکلیف کا احساس اُن کی مصیبت کا درد ہے اور وہ (جیسا کہ سیٹسمین کا ایک تازہ تار ظاہر کرتا ہے) انگلستان کو جرمنی کے گرانی غلہ کا ذمہ دار ٹھہراتا ہے۔ اور سمجھتا ہے۔ کہ "انگلستان جرمنی کو ایک محصور قلعہ خیال کرتا ہے۔ اور اس کے سات کروڑ باشندوں کو بھوکے مارنا چاہتا ہے۔ ہم موقعہ ملتے ہی اس کا جواب دینا شروع کر دیں گے"۔ اور پھر اگر وزیر اعظم برطانیہ اپنی ۱۱۔ فروری کی تقریر میں انگلستان کے باشندوں کی تکلیف کا احساس کرتے ہوئے "ارجنٹائن۔ اور روس سے نیز ہندوستان سے غلہ کی کثیر مقدار" منگوا کر جزائر برطانیہ کی گرانی کو دور کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہم بھی اپنے ملک کی نازک حالت اور غریب ہندوستانیوں کی دن بدن بڑھتی ہوئی تکلیف کو محسوس کر کے نیکدل ہارڈنگ کی توجہ گرانی اجناس کے مسئلہ کی طرف منعطف کرانا چاہتے ہیں۔ ملک کے اخبارات یکزبان ہو کر گرانی غلہ کے انسداد کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اور پُر زور لیڈر لکھ رہے ہیں۔ ایک پنجابی گورمکھی اخبار نے تو اپنے لیڈر کا عنوان ہی "بابا بھوک کی نسبت موت اچھی ہے"۔ رکھا ہے۔ اور اگر زمیندار کا مفصلہ ذیل بیان صحیح ہے کہ "۱۳۔ فروری کو بعد دوپہر نارتھ ویسٹرن ریلوے کے کارخانے کے ہزارہا کاریگر جمع ہو کر گورنمنٹ ہاؤس پنجاب میں گئے اور "بھوک" "بھوک" کی صدائیں بلند کرنے لگے۔ ہز آنر کو جب اس بھوکے مجمع کی اطلاع دی گئی۔ تو انہوں نے فوراً ڈپٹی کمشنر۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس اور کمشنر صاحب کو طلب فرمایا۔ جنہوں نے گورنمنٹ ہاؤس میں پہنچ کر ان لوگوں سے گفتگو کی۔ موخر الذکر نے گرانی غلہ اور فاقہ کشی کی شکائت کی۔ اس پر ہز آنر نے کہلا بھیجا۔ کہ اگر تمہاری یومیہ اجرت میں ایک آنہ کا اضافہ کر دیا جائے۔ تو تم خوش ہو۔ کاریگروں نے اس کے جواب میں کہا۔ کہ ایک آنہ یومیہ کے بڑھا دینے سے ہمارے پیٹ نہیں بھر سکتے۔ غلہ کا نرخ کم از کم دس سیر ہونا چاہئے۔ ورنہ ہم بھوکے مر جائیں گے۔ اس پر کاریگروں سے کہا گیا۔ کہ نرخ کے متعلق تاجران غلہ سے مشورہ کر کے تمہیں کوئی صحیح جواب دوشنبہ تک دیا جائیگا اس کے بعد وہ لوگ واپس چلے آئے"۔

تو لاریب مظاہرہ کرنیوالوں نے (بشرطیکہ مودبانہ درخواست سے ذرا بھی تجاوز نہ کیا ہو) مفلس اور مزدوری پیشہ طبقہ کے خیالات اور مشکلات کی نمائندگی اور ترجمانی کی ہے۔ پنجاب کے اخبارات اور عوام کو آجکل خصوصیت سے گرانی کا احساس ہو رہا ہے۔ کیونکہ جیسا کہ تازہ ترین رپورٹ فصل سے ظاہر ہے "پنجاب اور صوبہ سرحدی میں اجناس کی قیمتیں بڑھ گئی ہیں"۔ ہم نے مانا کہ جنگ کی وجہ سے گیہوں کی برآمد تجارت امسال پہلے سے زیادہ ہے۔ اور یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ گیہوں کی کثیر مقدار ابھی ولائت کے لئے خریدی جا رہی ہے۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ برآمد کب نہ تھی۔ اب آجکل کیا وجہ ہے؟ جو باوجود فصلوں کے اچھا ہونے کے غلہ کا نرخ قحط کی قیمت سے بڑھا ہوا ہے۔

مسٹر ایسکوئتھ کی تقریر سے واضح ہوتا ہے۔ کہ اشیاء خوردنی کی قیمت انگلستان میں دیہات کے اندر ۲۰ فیصدی قصبات میں ۲۳ فیصدی اور خاص لنڈن میں ۲۴ فیصدی بڑھ گئی ہے۔ مگر پنجاب میں تو شہر قصبہ اور گاؤں کی کوئی تمیز نہیں رہی۔ ہمارے یہاں قادیان میں چھ سیر آٹا ملتا ہے۔ اور ۷ سیر گیہوں فروخت ہوتا ہے۔ اور شہروں میں تو بعض جگہ اس سے سستا بھاؤ ہے۔ پس ضرورت ہے کہ غرباء کی بڑھی ہوئی ضرورتوں اور کم آمدنی کو مد نظر رکھ کر سرادوڈ وائر کی حکومت پنجاب میں، دہلی کی گورنمنٹ ہندوستان بھر میں غرباء کی امداد کرے۔ اور جیسا کہ وزیر اعظم برطانیہ فرماتے ہیں۔ "کہ مزدوری پیشہ لوگوں کو وہی دام خرچنے پڑتے ہیں۔ جو پہلے ان کی جیب سے نکلتے تھے"۔ اسی طرح ہندوستانیوں کے ساتھ بھی ہو۔ ہمیں امید واثق ہے۔ کہ سرکار دولتمدار اسطرف توجہ فرمائے گی۔ اور ملک کو (ڈاکہ زنی و شورش کی وارداتوں سے جسکا آغاز گرانی کے باعث ہو گیا ہے) بچائے گی۔ اور مناسب تدابیر کریگی۔ اور ہاں قحط سے تکلیف اٹھانے والے لوگ آسمان کی طرف بھی دیکھیں اور طاعون و قحط غضب الٰہی کی علامات یقین کر کے اپنے اعمال کی اصلاح میں کوشاں ہوں اور اس زمانہ کے نذیر کی تلاش کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ماکنا معذبین حتی نبعث رسولا

ثبوت ملائکہ

نمبر ۳

از فاضل سید محمد اسحٰق صاحب

تیسری دلیل

جیسا کہ ہستی باری تعالیٰ کے ثبوت میں راستبازوں کی شہادت اپنے مضمون میں ناظرین کے سامنے پیش کر چکا ہوں ۔ اسی طرح ملائکہ کے وجود کو ثابت کرنے کے لئے بھی راستبازوں کی متفقہ شہادت ہی کو پیش کرتا ہوں ۔ کیونکہ جب ہم دنیا میں بڑی سے بڑی بات صرف دو چار بھلے مانس سچے آدمیوں کے کہنے سے ملنتے ہیں ۔ اور اہم سے اہم امر کا فیصلہ صرف معدودے چند گواہوں کی شہادت پر کیا جاتا ہے ۔ اور صرف ایک دو آدمیوں کے کہنے پر ایک شخص کو قتل بھی کر دیا جاتا ہے ۔ تو کیا وجہ ہے ۔ کہ تمام دنیا کے راستبازوں کی متفقہ شہادتوں کو رد کر دیا جاوے ۔ اور ان کی شہادت کو پایہ صداقت سے گرا ہوا سمجھا جائے ۔ اور راستباز بھی معمولی راستباز نہیں بلکہ صداقت کے ایسے بھوکے اور سچائی کے ایسے پیاسے کہ راستبازی کی خاطر مصیبتیں جھیلیں ۔ وطن سے بے وطن کئے گئے ۔ جان کے لالے پڑ گئے ۔ یہاں تک کہ بہت سے قتل کر دیئے گئے ۔ مگر سچائی سے منہ نہ موڑا ۔ اور صداقت کے دامن کو ہاتھ سے نہ دیا ۔ ایسے بے نظیر راستباز متفق ہو کر جب ایک بات کا اقرار کریں ۔ تو اس کے ماننے پر ایک صحیح العقل انسان مجبور ہو جاتا ہے ۔ اور اس کے قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ نظر نہیں آتا ۔ یہ اتفاق ہی ہم فرشتوں کے وجود کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں ۔ اور دنیا کے سامنے اس بات کا اظہار کرتے ہیں ۔ کہ مختلف قوموں میں مختلف زبانوں میں مختلف راستباز گزرے ہیں جو سب فرشتوں کے وجود کے مقر ہیں ۔ اور انہوں نے اپنے ذاتی تجربہ سے یہ اقرار کیا ہے ۔ کہ فرشتے ہیں ۔ اور وہ ہم سے ملے ہیں ۔ ہمارا اور ان کا مکالمہ ہوا ہے ۔ وہ ہمارے پاس خدا کا پیغام لائے ہیں ۔ وقتاً فوقتاً انھوں نے ہمیں بشارتیں دیں ۔ جو پوری ہوئیں ۔ اور ہمارے دشمنوں اور تاریکی کے فرزندوں کی ہلاکت اور تباہی کی ۔ پیش خبریوں سے ہمیں مطلع کیا ۔ اور وہ سب باتیں حرف بحرف صحیح نکلیں ۔ غرض راستبازوں کی متفقہ شہادت فرشتوں کے وجود کو ثابت کر رہی ہے ؞

توراۃ کو دیکھو ۔ حضرت موسیٰ جا بجا فرشتوں سے ملاقات کرتے ہم کلام ہوتے دیکھے جاتے ہیں ۔ پھر بعد کے تمام اسرائیلی نبی اپنے اپنے زمانہ میں فرشتوں کے پیغام کو سنتے اور ان کی بشارتوں اور دشمنوں کی تباہیوں کو سن کر دنیا میں شائع کرتے رہے ۔ پھر اسرائیلی انبیاء میں آخری نبی مسیح ناصری کی گواہی بھی اسی بات پر ہے حضرت مسیح کے پاس فرشتے آتے ہیں ۔ اور وہ ان سے ہمکلام ہوتے ہیں ۔ پھر ان کی والدہ گواہی دیتی ہیں ۔ کہ میرے پاس خدا کا فرشتہ آیا ۔ اور مجھے کہا ۔ کہ تو ایک بیٹا جنیگی اور اس کا نام یسوع رکھے گی ۔ پھر ان کے خاوند یوسف نجار کو فرشتہ ملا ۔ اور رویاء میں اس پر ظاہر ہوا اور جو بشارت دی ۔ وہ پوری ہوئی ۔ پھر حواریوں پر وقتاً فوقتاً ملائکہ اپنا وجود ظاہر کرتے رہے ۔ پھر جب اسرائیلی خاندان سے نبوت منقطع ہو کر اسماعیلی گھرانے میں داخل ہوئی ۔ تو سیدالرسل مبعوث ہوا ۔ اور اس کی بعثت کی ابتداء ہی ایک فرشتہ کے ذریعہ ہوئی ۔ پھر بہت سے موقعوں پر فرشتے اس کے پاس آئے ۔ غموم ہموم کے وقت اسے تسلی دی ۔ اس کے ساتھ ہم کلام ہوئے ۔ اس نے اپنی آنکھوں سے ان کو تمثیل کے رنگ میں دیکھا ۔ بارہا ان سے ملاقات کی پھر اس کے بعد اس کی امت کے بڑے اولیاء راستباز صادق گواہی دیتے رہے ۔ کہ ملائکہ ہیں ۔ کیونکہ وہ ہم سے ملے ۔ اور انہوں نے ہم پر اپنے آپ کو ظاہر کیا ۔ پھر سب سے آخر جری اللہ فی حلل الانبیاء کی بعثت ہوئی ۔ اس نے دنیا کو کہا ۔ کہ میں صاحب تجربہ ہوں ۔ میری گواہی زیادہ معتبر ہے ۔ میں نے فرشتوں کو تمثلانہ رنگ میں دیکھا ۔ وہ میرے خدا کا پیغام میرے پاس لائے ۔ انہوں نے مجھے دشمنوں کے غلبہ کے وقت ان کی ہلاکت اور میری کامیابی کی بشارت دی ۔ میں ان سے ہم کلام ہوا ۔ غرض دنیا میں مختلف قوموں اور مختلف زمانوں کے راستبازوں اور کامل راستبازوں کا اس بات پر اتفاق ہے ۔ اور وہ اپنے تجربہ سے متفق ہو کر شہادت دیتے ہیں ۔ کہ فرشتے ایک نورانی اور ان مادی آنکھوں سے اوجھل ایک ہستی ہیں ۔ جو تمثلانہ رنگ میں کبھی کبھی ان آنکھوں سے بھی نظر آ جاتے ہیں ۔ وہ خدا کا پیغام بندوں تک لاتے ہیں ۔ بندوں کو نیک کاموں کی تحریک کرتے ہیں ۔ انبیاء اور اولیاء اور خدا کے پیارے بندوں سے ان کا گہرا تعلق ہوتا ہے ۔ سو ملائکہ کے وجود کی تیسری دلیل راستبازوں اور صادقوں کی ایک زبردست گواہی ہے ۔ کیونکہ اگر سچی شہادت اور صادق کی گواہی کا انکار ہو سکتا ہے ۔ تو دنیا کا کارخانہ کبھی نہیں چل سکتا ۔ اور نہ ہم دنیا میں زندگی بسر کر سکتے ہیں ۔ تمام عدالتیں بند کرنے کے قابل اور تمام قوانین اور قواعد دریا برد ہونے کے لائق ہیں ۔ نہ کسی مجرم کو سزا دینی چاہیئے نہ کسی محنت کرنے والے کو صلہ ۔ نہ بیٹا باپ کی بات مانے نہ بیوی خاوند کی بات پر اعتبار کرے ۔ نہ حاکم کے قول کا محکوم کو یقین ہو ۔ نہ محکوم کی باتوں پر حاکم کا اعتقاد ۔ چند روز ہی میں دنیا کا کارخانہ درہم برہم ہو جاوے ۔ اور علم تاریخ بالکل باطل ہو جاوے ۔ اور اس سے بھی آگے بڑھیں ۔ تو کوئی لڑکا نہ کہہ سکے ۔ کہ فلاں شخص میرا باپ ہے ۔ اور نہ باپ ہی منہ سے نکال سکے ۔ کہ فلاں لڑکا میرا لخت جگر ۔ کیونکہ یہ تمام امور صرف شہادت پر قائم ہیں ۔ اور شہادت بھی صرف ایک دنیادار عورت کی ۔

سو اگر دنیا کے لاکھوں راستبازوں اور صاحب تجربہ صادقوں کے کہنے پر بھی تم کو فرشتوں کے وجود کا اعتبار نہ آوے گا ۔ تو تم اپنے بیٹے کو ولد الحلال کہنے کی صرف ایک عورت کی گواہی پر کس طرح جرأت کرو گے ؞

تضمین

یہ تضمین قاسم علیخان صاحب متخلص قادیانی - رامپوری نے برغزل مولوی علی احمد صاحب حقانی ہیڈماسٹر نارمل سکول راولپنڈی - برجلسہ سالانہ - دارالامان قادیان میں پڑھی تھی

رباعی

اچھا اچھا برا برا ہوتا ہے　کھوٹا کھوٹا کھرا کھرا ہوتا ہے
کچھ فرق نہیں مجھ میں اور انہیں لیکن　بندہ بندہ - خدا خدا ہوتا ہے

نازیبا ہے ترا ہوش سے بیگانہ نہو　عارضی خوبی پہ دیوانے کا افسانہ نہو
بال ہو جاتے ہیں جنجال اگر شانہ نہو　حُسن پہ اپنے میری جاں تو دیوانہ نہو
شعلۂ شمع میں سوز پر پروانہ نہو

خاک سے پاک کیا شیشے کو اور بخشا نور　دیکھو تم ظرف کو بر عکس کہ ہو کر مغرور
ایسا اندھا ہوا خود بینی سے چشم بد دُور　صورت عکس پہ آئینے کو الٹا ہی غرور
منہ تو دکھلائے اِدھر جب رُخ جانا نہ نہو

تم سے میں پوچھتا ہوں کلمۂ انصاف کہو　حق سے شرما ؤ ذرا اور نہ تم لاف کہو
بزم آرا کے بجز بزم کے اوصاف کہو　یہ بھی کچھ بات ہے ساقی نہو تم صاف کہو
مے نہو جام نہو خُم نہو خمخانہ نہو

شل پیرس نہوں بازار ہمارے جبتک　کیسے بن سکتے ہیں وہ یار ہمارے جبتک
لطف پائینگے نہ سرشار ہمارے جبتک　مے نہیں پیتے کے میخوار ہمارے جبتک
شیشۂ لنڈن کا تو لاہور کا پیمانہ نہو

جائے عبرت ہے جو تھی کل گل بُستانِ حرم　بن گئے آج وہی خار گلستان حرم
ضد سے باز آئیں بنیں خادم دربان حرم　نہ گریں دانۂ اغیار پہ مُرغان حرم
میرے داتاؤ کہیں دام تہِ دانہ نہو

خلیفہ　خلیفہ - امیر
ک　غ　م

بُت تثلیث کا پہنا ہے جو تمنے ملبوس　پارہ پارہ نہ یہ ہو جائے خیالی فانوس
الفت غیر کی آواز صدا ہے منحوس　سن نہ لے لشکر محمود یہ شور ناقوس
خاکِ لاہور میں پنہاں کوئی بتخانہ نہو

*

آپ ہم ایک تو پھر نام کا جھگڑا کیسا　روز الحق سے پیغام کا جھگڑا کیسا
ہم سے تم سے سحر و شام کا جھگڑا کیسا　احمدیت کا اور اسلام کا جھگڑا کیسا
کیوں دو رنگی ہو جو اس بزم میں بیگانہ نہو

شمع سے صورت پروانہ نہو لو جبتک　رہ الفت کی ہے بیکار تگ و دو جبتک
ٹھوکریں کھائے زمانے کی نہ سو سو جبتک　منزل عشق نہیں کٹتی کی رہرو جبتک
دل فقیرانہ نہو حوصلہ شاہانہ نہو

گلفتیں دور ہوں گر ساغر الفت پی لو　حرص کی پیاس بجھے جس سے وہ شربت پی لو
وہی میخانہ ہے یہ بادۂ رحمت پی لو　ہاتھ سے فضل خدا کے مئے وحدت پی لو
میرے پیمان شکنوں دشمن میخانہ نہو

قادیانی ہے عجب تنگ سکے قافی　کل جو تھے دوست وہ ہیں آج عدوئے جانی
تو بولے نام کسی کا تو ہے یہ نادانی　غیر کے زخم کا یہ درد کہاں حقانی
یہ کسک جب ہو کہ موذی کوئی بیگانہ نہو

تصریح

القول الفصل کے صفحہ ۷۴-۷۵ پر حضرت خلیفۂ ثانی نے لکھا ہے کہ ایک خلیفہ کا حکم اسی وقت تک چلتا ہے جب تک وہ زندہ ہو اسکے بعد جو ہو اس کا حکم ماننے کے قابل ہے " اس حکم سے مُراد - جیسا کہ اگلی عبارت سے ظاہر ہے - انتظامی معاملات کے متعلق احکام ہیں - کیونکہ جو کسی کام کا ذمہ دار ہو - اسکو اپنے مذاق و مصلحت کے مطابق سرانجام دیتا ہے - پھر اجتہادی مسائل میں بھی خلفاء کا آپس میں اختلاف ہو سکتا ہے جیسے کہ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ کے فتاوی سے ظاہر ہے - یہ مراد نہیں کہ دوسری خلافت کے قائم ہونے پر پہلے خلیفہ کے اقوال و نصائح و احکام خواہ وہ کیسے ہی پر حکمت ہوں - قبر میں ساتھ ہی دفن کر دیے جاتے ہیں - اور نہ یہ اس عبارت سے نکلتا ہے مولوی شیر علیصاحب کے روکنے میں جو مصالح تھے - خود واقعات نے انکی تصدیق کر کے خلیفۂ وقت کی بصیرت و بصارت کی شہادت دے دی ✣

لا رهبانية في الاسلام

اللہ تعالےٰ نے اسلام کو نہایت آسان دین بنایا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ دوسرے مذاہب کے بعض لوگ کسقدر مشقتیں برداشت کرتے ہیں - تو ہم اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اُس نے ہمیں ایسی بیہودگیوں و بیہودگیوں سے بچالیا - چنانچہ بعض ہندو فقیر بہت سے آپ نے دیکھے ہونگے جو مختلف طریق سے جپ تپ کیا کرتے ہیں - بعض اپنے ہاتھ کو ہمیشہ اور ہر وقت اوپر کو کسے رہتے ہیں اور چند مدت کے بعد وہ ہاتھ اوپر کا اوپر ہی سوکھ جاتا ہے - بعض کھڑے رہا کرتے ہیں اور کبھی نیچے نہیں بیٹھتے حتی کہ انکے پاؤں سوج کر پھٹ جاتے ہیں - بعض اپنے چاروں طرف آگ کا الاؤ لگا کر گرمیوں میں تپتے ہیں - بعض ایک لات کے بل سورج کیطرف منہ کر کے کھڑے رہتے ہیں - بعض اُلٹے لٹک کر دھونی رماتے ہیں - بعض میخوں کی سیج پر سوتے ہیں بعض اپنے گلے میں لوہے کا ایک خاردار ایسا طوق پہنتے ہیں کہ لیٹ نہیں سکتے - ایک سادھو اپنا سر زمین کے اندر گاڑ کر دونوں پاؤں سیدھے اوپر کو اٹھائے کئی گھنٹوں تک اسی طرح اوپر کو کھڑا رہتا ہے تعجب ہے کہ زمین کے اندر گڑے رہنے سے اسے سانس کیونکر آتا ہے - الحمد للہ کہ رسول اللہ کے طفیل ہم ان بیہودگیوں سے

✱ ایک بند یہاں سے عمداً کاٹ دیا گیا -

اعتراض اور اُن کے جواب

پسرور ضلع سیالکوٹ سے سید تفضل حسین صاحب (جو غیر احمدی ہیں) تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے گاؤں میں مختلف مذاہب ہیں اور ہمارے پاس صرف اخبار الفضل آتا ہے جو نہایت عمدہ ہے جس میں مخالفوں کے لئے دندان شکن مضامین شائع ہوتے ہیں۔ اسلئے میں تین اعتراض لکھتا ہوں۔ جو مجھ پر ایک دو صاحبوں نے کئے ہیں تاکہ آپ الفضل میں ان کے جواب شائع کریں۔

اعتراض اوّل احمدیوں کے لٹریچر میں پایا جاتا ہے کہ بغیر کسی ضرورت کے عقد ثانی نہیں کرنا چاہیئے۔ مگر ان کے موجودہ خلیفہ نے باوجود صاحب اولاد ہونے کے مولوی حکیم نور الدین صاحب مرحوم کی صاحبزادی سے عقد ثانی کیا۔

جواب یہ بات بے شک درست ہے کہ بغیر کسی ضرورت کے عقد ثانی نہیں کرنا چاہیئے۔ مگر یہ غلط ہے کہ نکاح کی ضرورت صرف اولاد ہی ہے۔ بلکہ جس طرح اولاد بھی نکاح کی اغراض میں سے ایک غرض ہے۔ اسی طرح اور بہت سی غرضیں ہیں جنہیں قرآن مجید نے بیان فرمایا ہے۔ مثلاً تقوےٰ بھی ایک غرض ہے۔ اگر ایک ایسے شخص کے قوےٰ ایسے مضبوط ہیں۔ کہ ایک عورت پر اکتفا نہیں کر سکتا۔ تو گو اس کے اولاد موجود ہو مگر تقوےٰ قائم رکھنے کے لئے اُسے دوسرا نکاح کرنا پڑیگا۔ اسی طرح ایک شخص جو متقی بھی ہے صاحب اولاد بھی ہے۔ اُسے نوکری پر کسی دوسرے ملک میں جانا پڑے۔ اور اس کی بیوی ساتھ نہ جاوے۔ تو خواہ مخواہ اُسے عقد ثانی کی ضرورت پیش آوے گی پھر علاوہ ازیں اور بہت سی ضرورتیں ہیں۔ دیکھو رُسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مدنی زندگی میں متعدد نکاح کرنے پڑے ان کی غرض اولاد نہ تھی بلکہ کبھی تالیف قلب مدنظر تھی کبھی کسی قوم کو اسلام کی طرف مائل کرنے کا منشا تھا۔ چنانچہ حضرت ام المؤمنین جویریہ سے جب آپنے عقد کیا تو ساری قوم مسلمان ہو گئی۔ اور جب صفیہ کو آپ نکاح میں لائے تو ان کی ساری قوم کی تالیف قلب ہوئی۔ جس سے آیندہ بہت خوشگوار تعلقات قائم کرنے میں گراں بہا امداد ملی۔ اور حضرت ام حبیبہ سے جب آپ نے نکاح کیا۔ وہ بے وطنی میں تھیں۔ ابو سفیان سا باپ معاویہ سا بھائی۔ مسلمانوں کے سخت مخالف تھے۔ تمام کنبہ کافر تھا۔ ایک اکیلی عورت اسلام لاتی ہے۔ آپ نے اس کی قربانی کو ضائع جانے نہ دیا۔ اور ماں باپ کو چھوڑ کر آنے والی کروڑوں آدمیوں کی ماں بنگئی۔

غرض ان باتوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اولاد کے ہوتے ہوئے پھر بھی بہت سی اغراض صالحہ کے لئے ایک شخص نکاح کر سکتا ہے۔ سو اگر ہمارے موجودہ خلیفۃ المسیح نے کسی اہم اور اعلےٰ مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے عقد ثانی کیا۔ تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اگر کوئی غیر احمدی اعتراض کرے۔ تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء اربعہ کے متعلق اعتراضوں کی بوچھاڑ کا نشانہ بننے کے لئے تیار ہو جائے۔ عیسائی اور یہودی تو اعتراض کر ہی نہیں سکتے۔ جن کے گھر میں خدا تعالیٰ کے نبی سو سو شادیاں کریں وہ اپنی آنکھ کا شہتیر نکالنے سے پیشتر دوسرے کی آنکھ کا تنکا کیوں نکالنے لگے۔ ساتن دھرمی اصحاب بھی ہم پر معترض نہیں ہو سکتے۔ انہیں رام چندر کی سوتیلی والدہ کا وجود اعتراض کرنے سے مانع ہے۔

اور آریہ تو کس مُنہ سے ہم پر طعنہ زن ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے تو تعدد ازدواج کی ضرورت کو تسلیم کر لیا ہے۔ لیکن معلوم نہیں کہ عقد ثانی جیسے مبارک مسئلہ کو چھوڑ کر نیوگ کو کیوں اختیار کیا سو عقد ثانی پر تو کوئی مذہب بھی حرف گیر نہیں۔ سائل ہمارے خلیفہ صاحب پر کیوں اعتراض کرتا ہے۔ اب میں وہ وجہ لکھتا ہوں جس کو حضرت صاحبزادہ صاحب نے مدنظر رکھتے ہوئے عقد ثانی کیا۔ وہ یہ ہے کہ حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اوّل کی ہمیشہ سے یہ خواہش تھی کہ جس طرح روحانی طور پر حضرت مسیح موعود سے انکے تعلقات ہیں۔ اسی طرح آپ کے خاندان کا جسمانی تعلق بھی حضرت اقدس کے خاندان سے ہو جائے۔ سو اس تعلق کی یہی صورت تھی کہ آپ کی کوئی صاحبزادی حضرت صاحب کے کسی صاحبزادہ سے بیاہی جاتی۔ مگر آپ کی ایک ہی لڑکی تھی۔ جو عمر کے لحاظ سے اتنی چھوٹی تھی۔ کہ حضرت اقدس کے زمانہ میں اس کے بیاہ کا خیال بھی نہیں ہو سکتا تھا مگر بعد میں جب وہ بیاہ کی عمر کو پہنچی۔ تو حضرت خلیفہ ثانی نے جو کیا بلحاظ ایک مرید کے حضرت مولوی صاحب کے تمام مُریدوں سے زیادہ آپکے فرمانبردار تھے۔ اور کیا بلحاظ شاگردی کے ایک رشید شاگرد تھے۔ آپ کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے آپکی دختر نیک اختر سے شادی کر لی۔ اور حضرت خلیفہ اول کی دلی خواہش کو عملی جامہ پہنایا۔ پھر علاوہ ازیں جب ایک شخص شادی کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ میں ایک ضروری وجہ سے کرتا ہوں۔ اور شریعت اسلامی اجازت دیتی ہے۔ تو کس کا حق ہے کہ وہ اعتراض کرے۔

اعتراض دوم مرزا صاحب کا ایک الہام ہے۔ انت منی بمنزلۃ ولدی۔ حالانکہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ لم یلد ولم یولد۔

جواب اوّل بہت سے لفظ جب ہم بولتے ہیں۔ تو ان سے مُراد اصلی معنے نہیں ہوتے بلکہ مجازی معنے مراد ہوتے ہیں۔ مثلاً ہم ایک شخص کو شیر کہتے ہیں۔ اس سے مُراد شیر نہیں ہوتا۔ بلکہ شیر جیسا یعنی بہادر۔ اور اگر کسی کو گدھا کہا جاوے تو وہاں گدھا کہنا مقصود نہیں۔ بلکہ مجازی طور پر گدھے سے مراد بے وقوف شخص ہوتا ہے۔ اسی طرح بیٹے کا لفظ بھی استعمال میں آتا ہے۔ اور کبھی تو بیٹے سے مُراد بیٹا ہی ہوتا ہے۔ اور کبھی بیٹے کے معنے پیارے کے لئے جاتے ہیں۔ اور عام بول چال میں بڑی عمر کے لوگ چھوٹی عمر والوں کو جب کوئی کام کہتے ہیں تو بیٹا کہہ کے پکارتے ہیں۔ حالانکہ وہ حقیقی معنوں میں ان کے بیٹے نہیں ہوتے۔ اسی اُصول کے مطابق حضرت صاحب کے الہام کے معنے کیے جائینگے۔ یعنی اللہ تعالیٰ یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ حضرت مرزا صاحب اس کے پیارے اور محبوب ہیں۔ ان لفظوں میں اپنی محبت کا اظہار کرتا ہے کہ تو میرا ایسا محبوب ہے۔ کہ اگر فرض کر لیا جاوے کہ میرا بھی کوئی بیٹا ہوتا تو وہ ایسا ہی محبوب ہوتا جیسا کہ تو ہے۔ اب اگر ایک شخص سوال کر سکتا ہے کہ آیا خدا کے متعلق ایسا فرض کیا جا سکتا ہے۔ سو یہ جائز ہے۔ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ رُسول کریم کے مُنہ سے اقرار کرواتا ہے۔ قل ان کان للرحمٰن ولدٌ فانا اول العابدین یعنے اگر خدا کا فرزند ہوتا تو میں سب سے اوّل اس کی عبادت کرتا۔ حالانکہ قرآن مجید خدا کے بیٹے ہونے کا کھلے لفظوں میں ردّ کرتا ہے۔ غرض حضرت اقدس کے الہام میں یہ ذکر نہیں کہ خدا کا کوئی بیٹا ہے۔ بلکہ صرف حضرت مرزا صاحب سے محبت جتائی ہے کہ اگر خدا کا کوئی بیٹا ہوتا۔ تو خدا کو اس سے جسقدر محبت ہوتی۔ اُتنی ہی تم سے ہے۔ اس کی ایک مثال حدیث شریف میں ملتی ہے۔ رُسول اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ مومن جب بہت قرب الٰہی حاصل کر لیتا ہے۔

اور اطاعت الٰہی میں ایسا محو ہو جاتا ہے۔ کہ اس کا اپنا وجود درمیان میں نہیں رہتا۔ تو اللہ تعالیٰ ہی اس کے ساتھ ہو جاتا ہے جس سے وہ کام کرتا ہے۔ اور اللہ ہی اس مُومن کے پاؤں بن جاتا ہے جس سے وہ چلتا ہے۔ اور اللہ ہی اس کی آنکھ بن جاتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اب اس حدیث کو ایک طرف رکھو۔ دوسری طرف قرآن مجید کی صاف اور صریح نصوص کہہ رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ مجسم ہونے سے پاک ہے۔ اور جسم رکھنا اس کی قدوسیت کے منافی ہے۔ اور اس طرح پر یہ حدیث اور آیات قرآنی باہم متناقض ہو جائیں گے۔ مگر ایک مسلمان اس تناقض کو اس طرح دور کرے گا۔ کہ حدیث کا یہ منشاء نہیں کہ اللہ تعالیٰ حقیقت میں مُومن کے ہاتھ بن جاتا ہے۔ بلکہ مجازی معنے مراد ہیں یعنی مُومن کی نفسانیت جاتی رہتی ہے۔ اور وہ خدا میں محو ہو جاتا ہے اسی طرح حضرت اقدس کا جو الہام ہے۔ اس سے یہ مُراد نہیں کہ خدا کا کوئی بیٹا ہے یا یہ کہ مرزا صاحب کا تعلق خدا سے فرزندانہ ہے بلکہ صرف یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ حضرت مرزا صاحب خدا کے محبوب ہیں۔ اور محبت کی کثرت کو ظاہر کرنے کے لئے ایک تشبیہ سے کام لیا ہے کہ جیسے باپ کو بیٹے سے محبت ہوتی ہے۔ ویسے ہی خدا تعالیٰ کو حضرت اقدس سے ہے۔ یہاں پر پہنچ کر مجھ کو قرآن مجید کی ایک آیت خیال میں آئی۔ جو اس اعتراض کا بالکل قلع قمع کر دیتی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ اذکروا اللہ کذکرکم اٰباءکم۔

اس آیت میں جو مضمون ہے وہ حضرت اقدس کے الہام سے ملتا جلتا ہے۔ کیونکہ الہام کے یہ معنے ہیں کہ تو میرے بیٹے کے درجہ پر ہے۔ اور اس آیت کے یہ معنے ہیں۔ کہ اے لوگو! میرا ذکر اس طرح کرو۔ جس طرح اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے ہو۔ دیکھو یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے تشبیہ سے کام لیا کہ تم مجھ یاد کرو۔ اور میرا شکر کرو۔ اور میری تعریف کرو۔ جیسا کہ تم ایام حج میں منیٰ مقام پر اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے ہو۔ اور ان کی تعریفیں کیا کرتے ہو۔ سو اس آیت سے الہام کے معنے بھی کھل گئے۔ کہ اس کے یہ معنے نہیں کہ مرزا صاحب خدا کے بیٹے ہیں۔ بلکہ صرف اپنی محبت کی کیفیت اور کمیت لوگوں کے ذہن نشین کرنے کے لئے ایسی بات سے اسے تشبیہ دی جس سے عام طور پر لوگ آشنا ہیں۔ اور ہر صاحب اولاد خوب سمجھتا ہے کہ اسے اپنے لخت جگر سے کتنی محبت ہوتی ہے۔ بس ان کو سمجھانے کے لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ مرزا صاحب سے میری محبت کو تم اس محبت پر قیاس کرلو جو تمہیں اپنے بیٹوں سے ہوتی ہے ٭

تعلیم الاسلام ہائی سکول

(۱) تعلیم الاسلام ہائی سکول تقریباً پندرہ سال سے جاری ہے یہ سکول ایک نہایت عمدہ پُرفضا مقام پر واقع ہے۔ جہاں کی آب و ہوا کو ڈاکٹروں۔ انجنیروں۔ انسپکٹروں اور دیگر سرکاری حکام نے بہت ہی پسند کیا ہے۔ لڑکوں کی جسمانی صحت کا پورا پورا انتظام کیا گیا ہے۔ ہاکی۔ فٹ بال۔ کرکٹ اور دیگر ضروری کھیلیں ان کے لئے مہیا کی گئی ہیں اور ان کو کھیلنے کے لئے کافی سے زیادہ سامان دیا جاتا ہے اس کے علاوہ طلباء کی اخلاقی تعلیم کے لئے ایک ایسا بندوبست کیا گیا ہے جو کسی دوسرے سکول میں نہیں ملیگا وہ یہ کہ ان کے لئے ٹیوٹروں کا انتظام کیا گیا ہے یعنی جو لڑکے بورڈنگ ہوس میں رہتے ہیں۔ وہ کئی ایک متقی اساتذہ کی نگرانی میں رہتے ہیں۔ اور اساتذہ کو صبح شام اپنے ماتحت لڑکوں کے ساتھ رہنا پڑتا ہے۔ اور انکی جسمانی اور اخلاقی تعلیم کے ذمہ دار اساتذہ ہوتے ہیں ٭

(۲) ان بورڈروں کے لئے بورڈنگ ہوس میں ایک ہسپتال ہے۔ جہاں ہر وقت لڑکوں کو دوائی مل سکتی ہے ایک اسسٹنٹ سرجن۔ ایک سب اسسٹنٹ سرجن اور ایک کمپونڈر بورڈروں کے علاج کے لئے موجود رہتے ہیں ٭

(۳) سکول اور بورڈنگ میں جدا جدا لائبریریاں ہیں۔ جنہیں علم ادب کی کتابوں کے علاوہ طلباء کے لئے انگریزی اور اردو کے مفید مفید اخبار بھی منگوائے جاتے ہیں ٭

(۴) لڑکوں کے لئے کھانے کا انتظام بہت وسیع پیمانے پر کیا گیا ہے۔ مسلمان لڑکوں کے لئے مسلمان باورچی اور ہندو طلباء کے لئے ہندو رسوئی ملازم رکھے ہوئے ہیں۔ اگر وہ اس سے فائدہ اٹھانا چاہیں۔ دیہات سے آنے والے طلباء کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ نقد روپے خرچ خوراک کے لئے ادا کریں۔ بلکہ آٹا۔ دال۔ گھی گھروں سے لے آئیں۔ تو ان کو بھی ویسا ہی عمدہ کھانا ملیگا۔ جیسا کہ دوسرے لڑکوں کو بورڈنگ کا۔ اور خرچ مبلغ ۵؎ روپیہ ماہوار ادا کرتے ہیں۔ آٹا گھی و دال لانے کی صورت میں صرف بورڈنگ کی فیس ایک روپیہ اور ایندھن اور نوکروں کا خرچ لیا جاتا ہے۔ مبلغ ۵؎ روپے میں بورڈنگ کے طلباء کو دو وقت دال یا سبزی کے علاوہ ہفتہ میں دو دفعہ گوشت بھی دیا جاتا ہے۔ مسلمان طلباء کے واسطے ایک مسجد بورڈنگ کے پاس ہی ہے جسمیں وہ پانچ وقت نماز پڑھتے ہیں۔ نماز میں ہر ایک مسلمان طالب علم کے لئے حاضر ہونا ضروری ہے۔ سردیوں میں وضوء کرنے کے لئے گرم پانی دیا جاتا ہے۔ جابجا پانی کے نلکے مناسب ضروریات کے لئے موجود ہیں۔ بورڈنگ ہوس کی عمارت بھی ایک نہایت ہی خوشنما اور پُر فضا عمارت ہے۔ جتنے افسر آتے ہیں دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ اور اسکی تعریف کرتے ہیں۔ جیسی عمارت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ ویسے ہی اس کے لئے اُستاد بھی قابل سے قابل منگوائے گئے ہیں موجودہ ہیڈ ماسٹر۔ سکینڈ ماسٹر اور تھرڈ ماسٹر سب علی گڈھ کے پاس کردہ سینئر ٹرینڈ اور نہایت ہی قابل اُستاد ہیں۔ باقی سب اُستاد قریباً ٹرینگ کالج لاہور کے سند یافتہ ہیں۔ مسلمان طلباء کے لئے دینی تعلیم کا نہایت اعلیٰ اور عمدہ بندوبست کیا گیا ہے۔ یعنی قرآن شریف اور حدیث شریف باقاعدہ اور ترتیب وار پڑھائی جاتی ہے۔

اس کے علاوہ دیہاتی طلباء جو پرائمری اور مڈل زبیکلر پاس کرکے آتے ہیں۔ ان کے لئے سپیشل کلاس کا انتظام کیا ہوا ہے ٭

محمد دین۔ ہیڈ ماسٹر ہائی سکول قادیان

وصیتیں

آج دفتر بہشتی مقبرہ کی طرف سے ذیل کا مضمون برائے اشاعت موصول ہوا ہے اس میں صرف ان اشخاص کا نام درج ہے۔ جنہوں نے صرف ماہ جنوری میں وصیتیں کی ہیں اس تعداد سے پتہ چلتا ہے۔ کہ کوئی انسانی تحریک اور کوئی کوشش خدائی کاموں کو روک نہیں سکتی ۔

غرض رکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

نمبر وصیت	نام موصی مع مفصل پتہ سکونت	خلاصہ وصیت
۸۳۹	محمد خان ولد کرمداد گوندل ساکن کوٹ گوندل۔ حال وارد چک نمبر ۹۹۔ شمالی سرگودہا۔	اپنی جائداد و مالیتی ۱۶۰۰ کے دسویں حصہ کی بعد از وفات وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہے
۸۴۰	مسماۃ محمد بی بی زوجہ محمد خان گوندل مذکورہ بالا۔	اپنے زیور قیمتی ۲۳ کے ۱/۳ حصہ کی
۸۴۱	مسماۃ بیگم بی بی زوجہ میاں خان درک ساکن کوٹ گوندل حال چک نمبر ۹۹۔ شمالی سرگودہا۔	اپنی جائداد مالیتی ۲۴۰ کے ۱/۳ حصہ کی بعد از وفات وصیت کرتی ہے
۸۴۲	بختاور بی بی۔ بیوہ غلام حسین مرحوم قریشی ساکن چک نمبر ۹۸ شمالی نہر جہلم۔	اپنی جائداد مالیتی ۱۵ کے ۱/۳ حصہ کی بعد از وفات وصیت کرتی ہے
۸۴۳	جیات بیگم زوجہ محمد ابراہیم بقاپوری حال وارد چک نمبر ۹۸ شمالی نہر جہلم	اپنی جائداد مالیتی ۱۵ کے ۱/۳ حصہ کی بعد از وفات وصیت کرتی ہے
۸۴۴	صالحہ بنت پیر منظور محمد صاحب اہلیہ میر محمد اسحاق صاحب۔ ساکن قادیان۔ ضلع گورداسپور۔	اپنی جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۳ حصہ کی جس کی قیمت ۱۱۰۰ روپیہ ہے وصیت کرتی ہے ۔
۸۴۵	میر حسین و محمد حسین پسران محمد اشرف صاحب مرحوم ساکن ٹرپئی۔ تحصیل و ضلع (امرتسر)	اپنی اراضی ۹ ایکڑ مشترکہ بحصہ مساوی اپنی حصہ ۴ ایکڑ کا ہبہ باقاعدہ عنقریب کر دینگے۔ اور مکان سکونتی ۳۰ کا اور نقد ۵ کل ۵۰ کا ۱/۳ حصہ ۱۶ روپیہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کر دیئے ہیں
۸۴۶	مسماۃ بصری۔ زوجہ منشی فرزند علی صاحب ہیڈ کلرک قلعہ میگزین۔ شہر فیروزپور	اپنے زیور مالیتی ۸ کا ۱/۳ حصہ بعد از وفات بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہے
۸۴۷	مسماۃ زینب بی بی۔ زوجہ بابو محمد فاضل سب اوورسیر میونسپلٹی۔ فیروزپور	اپنے زیور ۶۵ کا ۱/۳ حصہ کی بعد از وفات وصیت کرتی ہے۔
۸۴۸	میر محمد اسحٰق ولد میر ناصر نواب صاحب ساکن قادیان ضلع گورداسپور	اپنی تنخواہ کا ۱/۳ حصہ ماہ بماہ بحق صدر انجمن احمدیہ وصیت کرکے حصہ وصیت کردہ ادا کرتا رہوں گا ۔

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سُرمہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ دراز سے شائع ہو رہا ہے۔ اس اثنا میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نورالدین صاحب کا بنایا ہوا ہے۔ آپ نے اس کے متعلق فرمایا۔ کہ "برائے امراض چشم بسیار مفید است"۔ یہ سرمہ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ سیل اور سرخی اور ابتدائی موتیابند اور دیگر امراض چشم کے لئے نہایت مفید ہے۔ قیمت سرمہ اول فی تولہ ۴؍۔ قسم دوم ۸؍۔ قسم سوم ۲؍۔ اصلی ممیرا جس کی قیمت دس روپیہ فی تولہ ہے۔ ترکیب استعمال۔ ممیرا پتھر پر رگڑ کر یا سرمہ کی طرح باریک کر کے آنکھوں میں ڈالا جاوے۔ یہ سرمہ خاص کر جن کی گرمی کے موسم میں دکھتی ہوں۔ ان کے لئے بہت مفید اور مجرب ہے۔

ست سلاجیت ۔ محیط اعظم سے نقل کیا گیا ہے۔ جس کی عبارت یہ ہے۔ مقوی جمیع اعضاء۔ نافع صرع۔ مشتہی طعام۔ قاطع بلغم و ریاح۔ دافع بواسیر و جذام و استسقاء و زردی رنگ و تنگی نفس۔ و دق و شیخوخیت فساد بلغم و قاتل کرم شکم۔ مفتت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل البول۔ و سیلان منی و بیوست۔ درد مفاصل وغیرہ وغیرہ کے لئے بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود صبح کے وقت بہمراہ شیر گاؤ استعمال کرو۔ قسم اول ۲؍ فی تولہ۔ قسم دوم ۸؍۔

لنگیاں اور کلاہ ہر قسم کی لنگیاں۔ مشہدی اور پشاوری۔ بادامی۔ سیاہ اور سفید ماشی۔ ریشمی۔ سوتی۔ ٹسری۔ صافے سفید اور بادامی اور پشاوری ہر قسم ہر وقت اور ہر قیمت کی مل سکتی ہیں ۔

المشتہر۔ احمد نور کابلی۔ مہاجر۔ سوداگر۔ قادیان۔ ضلع گورداسپور

تحفۃ الملوک

جس میں حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی نے ایک خواب کی بنا پر ایک والئے ریاست کو نہایت دل آویز اور دلکش پیرائے میں تبلیغ فرمائی ہے۔ علاوہ مضمون کی لطافت کے اس کی لکھائی چھپائی میں بھی ایک غیر معمولی طور پر صفائی اور عمدگی کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ تقطیع کلاں کاغذ چکنا اور عمدہ مگر قیمت کاغذ درجہ اول کی صرف ۸؍ اور کاغذ درجہ دوم صرف ۳/ ہے۔ احباب بہت جلد دفتر ترقی اسلام سے طلب کریں۔ ورنہ بعد میں کمیاب ہو جانے پر کف افسوس ملنا پڑیگا ۔

نوٹ درس حضرت خلیفۃ المسیح اول رض بقیمت ۱؍ دفتر ترقی اسلام سے طلب کریں

اشتہارات مندرجہ ذیل دفتر ترقی اسلام سے ٹکٹ محصولڈاک بھیجکر مفت مل سکتے ہیں

سبز اشتہار۔ نشان فضل۔ انگریزی اشتہار القول الفصل۔ منصب خلافت معین المبلغین۔